نمازِ عید کی پہلی رکعت فوت ہو جائے تو مسبوق اپنی بقیہ رکعت میں تکبیریں کب کہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر نمازِ عید کی پہلی رکعت فوت ہو جائے، تو مسبوق اپنی بقیہ رکعت میں تکبیریں کہاں کہے، قراءت سے پہلے یا قراءت کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

صحیح طریقہ یہ ہے کہ مسبوق عید کی نماز میں جب اپنی فوت شدہ رکعت پڑھنے کے لیے کھڑا ہو، تو وہ پہلے قراءت کرے، پھر تکبیرات کہے یہی راجح ہے، لیکن اگر کسی نے پہلے تکبیرات کہہ کر پھر قراءت کی تو یہ ناجائز نہیں، نماز ہو جائے گی۔

فتح القدیر میں ہے:"ولو سبق بركعة ورأى رأي ابن مسعود رضي الله عنه يقرأ أولا فيما يقضي ثم يكبر تكبيرات العيد وفي النوادر يكبر أولا ،لأن ما يقضيه المسبوق أول صلاته في حق الأذكار إجماعا. وجه الظاهر أن البداءة بالتكبير يؤدي إلى الموالاة بين التكبيرات، وهو خلاف الإجماع، ولو بدأ بالقراءة يكون موافقا لعلي رضي الله عنه، لأنه بدأ بالقراءة فيهما" ترجمہ: اگر کسی کی ایک رکعت فوت ہو گئی اور اس کا مذہب سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والا ہے، **تو وہ فوت شدہ رکعت کو قضا کرنے میں ابتداءً قراءت کرے اور پھر عید کی تکبیرات کہے** اور نوادر میں ہے کہ پہلے تکبیرات کہے گا، کیونکہ مسبوق کی جو نماز قضا ہوئی وہ بالاجماع اذکار کے اعتبار سے اس کی نماز کا پہلا حصہ ہے۔ ظاہر الروایہ کی وجہ یہ ہے کہ تکبیرات سے ابتدا کرنا، تکبیرات کو پے در پے کہنے کی طرف لے جاتا ہے اور یہ خلافِ اجماع ہے اور اگر وہ قراءت سے ابتدا کرے، تو یہ سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے موافقت ہے کہ انہوں نے دونوں رکعتوں میں قراءت سے ابتدا کی۔ **(فتح القدیر، کتاب الصلوۃ، باب صلوۃ العیدین، جلد2، صفحہ76، مطبوعہ کوئٹہ)**

بحر الرائق میں ہے:"المسبوق بركعة إذا قام إلى القضاء فإنه يقرأ ثم يكبر؛ لأنه لو بدأ بالتكبير

يصير موالیا بين التكبيرات، ولم يقل به أحد من الصحابة، ولو بدأ بالقراءة يصير فعله موافقا لقول علي فكان أولى كذا في المحيط" ترجمہ: **مسبوق جس کی ایک رکعت فوت ہو گئی، جب وہ اپنی فوت شدہ کی قضا کے لیے کھڑا ہو گا تو پہلے قراءت کرے گا پھر تکبیرات کہے گا**، اس لیے کہ اگر اس نے تکبیرات سے ابتدا کی تو وہ (امام کے ساتھ پڑھی گئی دوسری اور اب اپنی قضا میں پڑھی گئی) تکبیرات کو پے در پے کہنے والا ہو جائے گا اور یہ بات کسی صحابی سے ثابت نہیں۔ اگر وہ قراءت سے شروع کرے گا تو اس کا یہ فعل حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موافق ہو جائے گا اور یہ عمل اولیٰ ہے، اسی طرح محیط میں ہے۔

(البحر الرائق شرح کنز الدقائق، جلد2، صفحہ282، مطبوعہ کوئٹہ)

ردالمحتار میں ہے:" (قوله لئلا يتوالى التكبير) أي لأنه إذا كبر قبل القراءة وقد كبر مع الإمام بعد القراءة لزم توالي التكبيرات في الركعتين قال في البحر ولم يقل به أحد من الصحابة ولو بدأ بالقراءة يصير فعله موافقا لقول علي رضي الله عنه فكان أولى كذا في المحيط وهو مخصص لقولهم: إن المسبوق يقضي أول صلاته في حق الأذكار" ترجمہ (صاحب درمختار کا) قول کہ اس طرح مسلسل تکبیرات کا ہونا پایا جائے گا یعنی اگر وہ قبل از قراءت تکبیرات پڑھتا ہے اور امام کے ساتھ قراءت کے بعد بھی اس نے تکبیرات پڑھی ہیں، تو اس صورت میں دونوں رکعتوں میں مسلسل تکبیرات پڑھنا پایا گیا۔ بحر میں فرمایا کہ یہ عمل کسی صحابی نے نہیں فرمایا اور **اگر مسبوق قراءت سے ابتدا کرتا ہے، تو یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موافقت ہو جائے گی اور یہ اولیٰ ہے**، جیسا کہ محیط میں ہے، تو یہ حکم فقہاء کے اس قول کہ "مسبوق پہلے اذکار والی نماز پڑھے گا" کو خاص کرنے والا ہو جائے گا۔ **(ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، جلد3، صفحہ64، مطبوعہ کوئٹہ)**

مراقی الفلاح میں ہے:" (فإن قدم التكبيرات) في الركعة الثانية (على القراءة جاز) لأن الخلاف في الأولوية لا الجواز وعدمه" ترجمہ: **اگر دوسری رکعت میں تکبیرات کو قراءت پر مقدم کیا تو یہ جائز ہے، اس لیے کہ اس مسئلہ میں اختلاف اولویت میں ہے نہ کہ جواز و عدم جواز ہونے میں۔**

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، باب احکام العیدین، صفحہ273، المکتبۃ المدینہ، کراچی)

فتاوی امجدیہ میں اسی طرح کے سوال کے جواب میں مفتی امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:

"نمازِ عیدین میں جس کی پہلی رکعت جاتی رہی وہ جب اس کو ادا کرے، **تو بہتر یہی ہے کہ پہلے قراءت کرے بعد میں تکبیرات کہے،** کلیہ اس امر کو مقتضی نہیں کہ پہلے تکبیر کہی جائے۔ پہلی رکعت میں تکبیرات کا تقدم اس وجہ سے تھا کہ تکبیر تحریمہ سے اس کا الحاق بہ نسبت تکبیر رکوع کے اولیٰ تھا۔ بحر الرائق میں ہے:"فی الرکعۃ الاولی تخللت الزوائدبین تکبیرۃ الافتتاح وتکبیرۃ الرکوع فوجب الضم الی احدھما والضم الی تکبیرۃ الافتتاح اولی لانھاسابقۃ وفی الرکعۃ الثانیۃ الاصل فیہ تکبیرۃ الرکوع لا غیرہ فوجب الضم الیھا ضرورۃً کذافی المحیط "اس عبارت سے بھی یہی ثابت کہ بعد میں کہے کیونکہ مسبوق کی اس رکعت میں تکبیر افتتاح ہی نہیں دراصل اس رکعت میں تکبیر رکوع ہے، لہذا اسی کے ساتھ ضم کی جائے۔ جب قیاس اس امر کو مقتضی ہے کہ قراءت کے بعد کہی جائیں، تو اس کے ترک کے لیے صحابہ کرام کا قول یا فعل درکار تھا اور جب یہ موجود نہیں ، بلکہ حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کا قول قیاس ہی کا مؤید ہے، تو اس پر عمل کیا جائے گا اور علامہ شامی اور ائمہ کی عبارت کا مطلب واضح ہو گیا، دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ دونوں رکعتوں کی قراءت میں موالات مندوب ہے، عامۂ متون میں ہے:" ویوالی بین القرأتین اور موالات بین التکبرات خلاف اجماع ہے۔ غنیہ ذوی الاحکام میں ہے:"ان البدائۃ بالتکبیرات تؤدی الی الموالات بین التکبیرات وھوخلاف الاجماع "اسی وجہ سے صاحب درمختار نے قراءت کو مقدم کرنے کی یہی وجہ لکھی۔"

(فتاوی امجدیہ، جلد1، صفحہ179 مکتبہ رضویہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــــــــہ

مفتی ابو الحسن محمد ھاشم خان عطاری

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے
آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے